

## مدیر کے نام

ڈاکٹر فضل عظیم، پشاور

’اشارات‘ (پروفیسر خورشید احمد) میں ’ذکرِ پشیم کے خلاف جہاد اور اس سے پہلے نعیم صدیقی‘ کا خیانت پر تبصرے نے مارچ کے شمارے کو اور زیادہ مؤثر بنا دیا۔ فروری ۲۰۱۶ء کے شمارے ’معدور افراد کے حقوق‘ اور عدل کے حوالے سے رسول اللہ کا طرزِ عمل، جب کہ مارچ ۲۰۱۶ء کے شمارے میں ’راستے اور راہی کے حقوق‘ احمد اولیس مدنی ایک بہترین انتخاب ہے۔

ڈاکٹر طارق محمود، ماتلی، بدین

مارچ کے ’اشارات‘ میں لیاقت علی خاں مرحوم کو ذاتی زندگی کے چند قابلِ تحسین واقعات کی بنا پر کلین چٹ دینا مناسب نہیں ہے۔ بطورِ حکمران ان کے متعدد فیصلوں اور رویوں نے مجموعی طور پر پاکستان کو پہلے روز سے مشکلات کے جنگل میں دھکیلا، جو تاریخ کا تلخ باب ہے۔ محترم سید منور حسن صاحب نے اپنے خط میں امریکی سامراج کے حوالے سے بجا طور پر اسلامی تحریکوں کے موقف کی نشان دہی کی ہے۔ آج لبرلزم اور سرمایہ داری کی ظالمانہ یلغار کی مناسبت سے کھل کر اور بغیر لپٹی کے لٹریچر پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

محمد شکیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ

جناب سعادت اللہ حسینی کا مضمون: ’تحریکی لٹریچر، درپیش علمی معرکہ‘ (مارچ ۲۰۱۶ء) اس امر کا عکاس ہے کہ تحریکی اسلامی علمی جمود کا شکار نہیں۔ تاہم، مضمون نگار کے یہ الفاظ خصوصی توجہ کے مستحق ہیں: ’مسئلہ یہ ہے کہ ایمان اور دعوت، انصاف اور تہذیب، شرفِ انسانی کو پروان چڑھانے اور قرآن و سنت سے دنیا کو جوڑنے کے لیے یہ امور مرکزیت رکھنے کے باوجود، غالباً ثانوی درجے ہی میں کہیں ڈور دکھائی دیتے ہیں، یا پھر سرے سے نگاہوں سے اوجھل۔ کیا اس صورت میں غالب اور حاکم تہذیب و تمدن کا جواب دینا ممکن ہے؟‘ (ص ۱۰۱)۔ جناب ڈاکٹر صفدر محمود نے سیکولرسٹ دانش وروں کو مسکت جواب دیا ہے۔ اگر ڈاکٹر صاحب جیسے محقق نہ ہوتے تو یہ لوگ اب تک قائد اعظم کو سیکولر مبلغ بنا چکے ہوتے۔ تاہم، ایسے عناصر باز آنے والے نہیں۔

نمیر حسن مدنی، اسلام آباد

سعادت اللہ حسینی (مارچ ۲۰۱۶ء) نے نہ صرف انتہائی اہم مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے، بلکہ اس کی

جزئیات تک سے آگاہ کیا ہے۔ مگر اصل سوال تو یہ ہے کہ اس چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار کون ہے؟ غالباً ترجیحات میں کہیں اس کا مقام نہیں ہے۔ محترم سید منور حسن صاحب نے اپنے خط میں امریکی فیکٹر کی نشان دہی کر کے حالات کی سنگینی کو آشکار کر دیا ہے۔ اس پہلو کو نظر انداز کرنا ملتی خودکشی کے مترادف ہوگا۔

بینا حسین خالدی، صادق آباد

تخفیفِ آبادی کے موضوع پر افشاں نوید صاحبہ کا مضمون قابلِ غور و فکر ہے۔ تحریکِ اسلامی اور فکری چیلنج: چند گزارشات (فروری ۲۰۱۶ء) میں عبدالرشید صدیقی صاحب نے بڑے اہم فکری چیلنج کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے۔ دہریت کا بڑھتا ہوا فتنہ امت کے لیے ایک بڑا چیلنج ہے اور اگلے شمارے میں سعادت اللہ حسینی کی پکار پر کون لبیک کہے گا؟

حافظ غلام رسول، لورالائی

آخرت میں جواب دہی کی حقیقت (جنوری ۲۰۱۶ء) میں مولانا مودودیؒ کے درسِ قرآن سورہ ذاریات کی آیت: **فَالْجَابِلِيْنَ يُسْـَٔلُوْا** (۵۱:۳) ”پھر سبک رفتاری کے ساتھ چلنے والی ہیں“ کا ترجمہ درج ہونے سے رہ گیا ہے۔ معذور افراد کے حقوق (فروری ۲۰۱۶ء) میں آخری صفحے پر درج حدیث کے اعراب میں غلطی ہے۔ نیز حوالے میں بھی املا کی غلطی بلکہ غلطیاں موجود ہیں، مثلاً کتاب البر والصلہ والادب کے بجائے کتاب البر والصلہ ولادب لکھا ہوا ہے، جو حساس قاری کے لیے پریشانی کا باعث ہیں۔ امید ہے کہ توجہ دی جائے گی۔

ڈاکٹر سید ظاہر شاہ، پشاور

’لبرل ازم کیا ہے اور کیا نہیں؟‘ (جنوری ۲۰۱۶ء) کے بارے میں عرض ہے کہ ’لبرل مسلمان‘ ایک گمراہ کن اصطلاح ہے۔ حقیقت میں دنیا میں کوئی بھی انسان لبرل نہیں ہے۔ ایک سچا مسلمان، اللہ کا بندہ اور غلام ہوتا ہے، جب کہ لبرل بہت سارے معبودوں بشمول نفس کا بندہ اور غلام ہوتا ہے۔ قرآن نے بہت احسن طریقے سے ایک مثال سے اس حقیقت کو واضح کیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: ”اللہ ایک مثال دیتا ہے۔ ایک شخص تو وہ ہے جس کے مالک ہونے میں بہت سے کج خلق آقا شریک ہیں، جو اسے اپنی اپنی طرف کھینچتے ہیں اور دوسرا شخص پورا کا پورا ایک ہی آقا کا غلام ہے۔ کیا ان دونوں کا حال یکساں ہو سکتا ہے؟۔ الحمد للہ، مگر اکثر لوگ نادانی میں پڑے ہوئے ہیں۔“ (الزمر ۲۹:۳۹)۔ اقبالؒ نے بھی اس کی وضاحت کی ہے کہ وہ ایک سجدہ (اللہ کی بندگی) جس کو تو مشکل سمجھتا ہے، انسان کو ہزار سجدے (مختلف آقاؤں کی بندگیوں) سے نجات دیتا ہے۔ لہذا ایک مسلمان جب اپنے آپ کو لبرل کہتا ہے تو وہ منافقت کرتا ہے۔ اس لیے کہ انسان ایک وقت میں اللہ کا بندہ ہوگا یا خواہشاتِ نفس اور دوسرے آقاؤں کا بندہ۔